مختار بن ابی عبید الثقفی

(۴)

از
(ڈاکٹر خورشید احمد فارق ایم۔ اے۔ پی، ایچ، ڈی)

(ب) **تنظیم حکومت**: کوفہ پر قبضہ کرنے کے بعد مختار نے مستثنائی رواداری اور حسن سلوک سے حکومت شروع کی، موالی اور غلاموں کا وہ بڑا محسن تھا، شہر کے معزز لوگوں، قبائلی سرداروں اور مذہبی پیشواؤں (قرار و مفتی) کے ساتھ جن میں سے اکثر اس کے خلاف حکومت کی وفاداری میں لڑے تھے اس نے نہایت اچھا برتاؤ کیا اور ان کی تالیفِ قلب کی برابر کوشش کرتا رہا اگرچہ عربوں اور خاص طور پر کوفہ کے شوریدہ سر جاہ پسند عربوں کو مطمئن رکھنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔

کوفہ کے خزانہ میں اس کو نوے لاکھ درہم یعنی تقریباً پچاس لاکھ روپیے ملے اس روپیے کا ایک حصہ اس نے اپنے ان معاونین پر صرف کیا جن کی مدد سے اس کو فتح حاصل ہوئی تھی گورنر کے محاصرہ سے پہلے اڑتیس سو آدمی اس کے ساتھ تھے جن میں سے ہر ایک کو اس نے بلا امتیاز پانچ پانچ سو درہم عطا کئے (کیونکہ وہ سابقین اولین تھے) اور ان چھ ہزار کو جو محاصرہ کے دوران میں اس کے پرچم کے نیچے آگئے تھے دو دو سو درہم دئے۔[۱]

اس رقم کا ایک گراں قدر عطیہ اس نے ابن الحنفیہ (متوفی ۸۱ھ) علی بن حسین، ابن عباس (متوفی ۶۸ھ) اور عبداللہ بن محمد (متوفی ۶۸ھ) کو بھیجا بلکہ بقول مصنف انساب الاشراف اس کے تحفے برابر ابن عمر (بہنوئی)، ابن عباس اور ابن الحنفیہ کے پاس ان حضرات کی خوشنودی و اخلاقی مدد حاصل کرنے کے لئے جاتے رہتے تھے۔[۲]

اس دولت کے ایک حصے سے اس نے اپنی رہائش کے لئے غالباً قلعہ میں ایک مکان بنوایا

[۱] طبری ۲/۱۵۹ [۲] انساب الاشراف ۵/۲۷۰

اور ایک خوشنما باغ لگوایا اور ان دونوں پر کافی روپیہ خرچ کیا۔[1]

کوفہ کے خاص و عام کو وقتی طور پر مطمئن کر کے وہ ماتحت علاقوں کی طرف متوجہ ہوا یہ علاقے خراسان فارس، اور سجستان کے صوبوں کو چھوڑ کر ایران و موصل کے ایک بڑے رقبہ پر مشتمل تھے یہاں اس نے اپنے نمائندے مقرر کئے اپنے قدیم ترین مخلص ساتھیوں میں سے متعدد کو اس نے گورنر اور کلکٹر کی حیثیت سے ان علاقوں میں بھیجا[2]۔ اور بقیہ کو وقت ضرورت مدد کے لئے اپنے ساتھ رکھا ان میں سے ایک کو جس کا نام ابن کامل تھا اس نے شہر کا کوتوال مقرر کیا دوسرے معتمد ابو عمرہ کیسان کو جو مولی تھا اور جو بتصریح مصنف انساب الاشراف ۲۲۹/۵ فرقہ کیسانیہ کا موسس بنا (ملاحظہ ہو الملل والنحل شہرستانی اور ابن حزم) اپنے محافظ گارڈ کا کمانڈر مقرر کیا یہ عہدہ کوتوال کے عہدہ سے زیادہ معزز کے آدمی کو دیا جاتا تھا کوتوال نے اس کو آکر اطلاع دی کہ سابق گورنر (ابن مطیع) ابوموسیٰ اشعری کے گھر میں روپوش ہے حسب دستور چاہئے تھا کہ مختار اس کو پکڑوا کر قتل یا قید کرا دیتا لیکن اس نے کوتوال کی رپورٹ پر دھیان نہ دیا کوتوال نے تین بار رپورٹ کا اعادہ کیا اور ہر بار مختار سنی ان سنی کرتا رہا۔ گورنر پہلے مختار کا دوست رہ چکا تھا حضرت عمرؓ کا رشتہ دار تھا[3] اور جیسا کہ ہم پڑھ چکے ہیں حضرت عمرؓ کے لڑکے عبداللہ مختار کے بہنوئی تھے، جب رات ہوئی تو مختار نے ابن مطیع کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے اور کہلا دیا کہ اس روپیہ سے تم سفر کا انتظام کر کے بھاگ جاؤ، مجھے تمہاری جگہ معلوم ہو گئی ہے میرا خیال ہے زاد راہ اور سفر خرچ نہ ہونے کی وجہ سے تم رکے ہوئے ہو[4]۔ روپئے لے کر گورنر بصرہ چلا گیا ابن زبیر کے ڈر سے مکہ جانے کی اس کو جرأت نہ ہوئی۔

مختار مدبر، محسن، کاہن، نبی اور فقیہ ہر حیثیت سے اہل کوفہ کے دماغ پر چھانا چاہتا تھا چنانچہ صبح شام وہ مقدمے سننے اور دادرسی کرنے کے لئے دربار عام کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد جب اس کی یہ حیثیت مسلم ہو گئی اور قراء کوفہ اس کی لیاقت کا لوہا مان گئے تو وہ اس کام سے یہ عذر کر کے دست بردار ہو گیا: "میں زیادہ اہم معاملات حکومت کے پیش نظر جج کے فرائض انجام نہیں دے سکتا۔"[5] شریح

---

۱ انساب ۲۷۲/۵ ۲ مروج حاشیہ تاریخ کامل ۱۵۸/۶ ۳ اخبار الطوال ۴ اخبار الطوال ص۳۰۱ ۵ انساب ۲۲۸/۵
۶ طبری ۱۱۰/۷

جو حضرت عمرؓ کے زمانہ سے کوفہ میں قاضی کے منصب پر رہے تھے حضرت علیؓ نے ان کو کچھ زمانہ کے لئے معطل کردیا تھا، قاضی شہر مقرر کئے گئے۔ شیعوں نے شریح کے خلاف عثمانی ہونے کا پروپیگنڈہ کیا وہ مستعفی ہوگئے ان کا عہدہ مختار نے ابن مسعود (کوفہ کے فقہی مدرسہ کے بانی) کے پوتے عتبہ کے سپرد کیا۔[1]

یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ مختار نے قوت حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے اہل بیت کے قاتلوں یا ان کے قتل میں شرکت کرنے والوں کو سزا نہیں دی حالانکہ اس کے آئین سیاسی کی سب سے اہم دفعہ یہی تھی، جو قبائلی سردار ابن زیاد کے حکم سے حضرت حسین کے ساتھ لڑنے پر مامور کئے گئے تھے وہ شہر میں موجود تھے اور وہ لوگ بھی جنہوں نے حضرت حسین پر تیر چلائے تھے یا ان کا سر کاٹا یا ان کے قریبی اعزا پر حملے کئے تھے مختار نے کسی سے تعرض نہ کیا بلکہ جیسا کہ مورخوں کی تصریح سے پتہ چلتا ہے سب کے ساتھ وہ رواداری سے پیش آیا شاید وہ اپنی حکومت استوار کرنے کے بعد یہ سنگین قدم اٹھانا چاہتا ہو۔ اپنے سیاسی آئین اور دعووں کی اس صریح تنقیص کو وہ غیب دانی کے پردوں میں شعبوں سے چھپا لیتا ہوگا تقریباً ایک سال تک وہ قاتلین حسین کو ڈھیل دیتا رہا پھر جب کوفہ کے غیر شیعی قبائلی عناصر نے دسویں ماہ اس سے بغاوت کی اور اس میں ناکام ہوئے تو مختار نے ان لوگوں پر تلوار سونت لی اور جنگ حسین یا قتل حسین میں شرکت کرنے والا جو جو ہاتھ آیا اس کا سر اڑا دیا اس بغاوت کے اسباب و نتائج بیان کرنے سے پہلے ایک نہایت بصیرت افروز واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔

ایک دن مختار کے محافظ گارڈ کا کمانڈر کیسان حسب دستور اس کے قریب ڈیوٹی پر تھا اور مختار کوفہ کے قبائلی سرداروں کے ساتھ نہایت گرمجوشی سے باتیں کر رہا تھا اور ان کی گفتگو نہایت توجہ سے سن رہا تھا اس کے قریب جو غیر عرب مقتدر لوگ تھے ان کی طرف وہ غیر ملتفت تھا یہ بات موالی سرداروں کو شاق گذری اور انھوں نے شکایت کے طور پر کیسان سے کہا "دیکھتے ہو ابو اسحاق (مختار کی کنیت) عربوں سے کس طرح ملتفت ہے اور ہماری طرف دیکھتا بھی نہیں" مختار تاڑ گیا۔ بعد

---

[1] طبری ۱۱۰/۶ [2] طبری ۱۰۹

میں اس نے کیسان کو بلا کر پوچھا کہ یہ لوگ تم سے کیا کہہ رہے تھے کیسان نے کہا وہ ان کی بجائے عربوں سے آپ کے التفات کی شکایت کر رہے تھے: مختار فوراً سنبھلا اور کیسان سے بولا: تم ان سے کہہ دینا کبیدہ خاطر نہ ہوں، ہم اور تم ایک ہیں اس کے بعد دیر تک خاموش رہا پھر قرآن کی وہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے: "ہم مجرموں سے انتقام لے کر رہیں گے یہ پیغام پا کر موالی سردار باغ باغ ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے خوش ہو جاؤ ابو اسحاق کے ہاتھوں تم نے ان کو (عربوں کو) تباہ کر دیا"[1]

مختار کی یہ وعید کہ ہم مجرموں سے انتقام لے کر رہیں گے غالباً حضرت حسین کے قاتلین کے بارے میں تھی جن میں متعدد کوفہ کے قبائلی سردار تھے اور ایک تو سعد بن ابی وقاص کے لڑکے تھے جن کی نگرانی میں کربلا کی جنگ ہوئی تھی۔

مختار کا غیر عربوں کے ساتھ حسن سلوک کوفہ کے عربوں کو سخت ناگوار گذرنے لگا موالی مختار کے ستون ہو تے تھے ان کی ایک بڑی فوج اس نے تیار کر لی تھی جن پر موالی افسر مقرر تھے اور ان کو ملکی آمدنی سے تنخواہیں دی جاتی تھیں، اب تک ملکی آمدنی کلیۃً عربوں پر صرف ہوتی تھی چونکہ مقبوضہ ممالک کے فاتح صرف عرب تھے وہی ان کی آمدنی کے مستحق سمجھے جاتے تھے موالی جن کو آزاد کر دیا گیا تھا یا غلام جو مملوک تھے اس آمدنی سے حصہ نہ پاتے تھے مختار نے غیر عربوں کو اپنے مقاصد اور خود عربوں کے مقابلہ میں آلۂ کار بنانے کے لئے غلاموں اور موالی کو آمدنی اور غنیمت میں شریک کیا اس طرز عمل سے موالی کی دلی ہمدردی اور وفاداری اس نے خرید لی اور عربوں کے مقابلہ میں متلون، بے وفا اور خود سر عربوں کے مقابلہ میں ایک طاقتور محاذ بنا لیا۔ یہ طرز عمل زخم بن کر عربوں کے دل میں بڑھنے اور پکنے لگا اور نو ماہ بعد ایک خوفناک بغاوت کی شکل میں پھٹا۔

جنگ سبیع (ذوالحجہ ۶۶ھ)

عبیداللہ بن زیاد جس کو مروان (پہلا مروانی خلیفہ متوفی ۶۵ھ) نے عراق و جزیرہ فتح کرنے بھیجا تھا ۶۵ھ میں توابین کے جانبازوں کو شکست دے کر ایک سال تک جزیرہ کے ایک دشمن کا محاصرہ کئے رہا اور اس محاصرہ میں ناکام ہو کر ذی قعدہ ۶۶ھ میں عراق فتح کرنے کے ارادہ سے موصل کی طرف بڑھا

[1] طبری ۶/۱۰۹

جہاں مختار کا عامل موجود تھا اور جس کو شکست دے کر وہ عراق کی سمت بڑھنے والا تھا مختار کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے فوراً ماہ ذوالحجہ میں تین ہزار شہسواروں کی (اخبار الطوال ص۳) بیس ہزار منتخبہ ملٹین اپنے ایک نہایت آزمودہ کار جنرل یزید بن انس کی قیادت میں روانہ کی اس فوج کی روانگی کے بعد باغی عنصر حرکت میں آنے لگے ابن زیاد نے اس فوج کو شکست فاش دی اور یزید بن انس بحالت بیماری میدان جنگ میں مرگیا بقیۃ السیف کوفہ بھاگ آئے۔

باغی عنصر نے جن میں خصوصیت کے ساتھ وہ قبائلی سردار تھے جنہوں نے قتل حسین میں کثرت سے شرکت کی تھی اور گورنر کے ساتھ مختار سے لڑے تھے شکست سے فائدہ اٹھا کر شہر میں ہراس انگیز خبریں پھیلانا شروع کیں اور مختار پر یہ طعن کرنے لگے "یہ شخص بغیر ہماری رضامندی کے ہمارا حاکم بن بیٹھا ہے ہمارے موالی کو عزت دے کر ان کو گھوڑوں پر چڑھا دیا ہے ان کو تنخواہیں دیتا ہے، اور ہمارا مال غنیمت ان کو کھلاتا ہے ہمارے غلام نافرمان ہوگئے ہیں (مختار کے حسن سلوک و مساواتی برتاؤ سے) اس طرح اس نے ہمارے یتیموں اور بیواؤں کو نقصان پہنچایا ہے"۵ پھر سب نے مل کر ایک قبائلی سردار شبث بن ربعی کے گھر کانفرنس کی اور اپنی ساری شکایتیں اس سے بیان کیں شبث ان کے نمایندہ کی حیثیت سے مختار سے ملا اور ان کی جو شکایت کرتا مختار اس کو دور کرنے کا وعدہ کر لیتا اور کہتا میں ہر طرح ان کو مطمئن کر دوں گا پھر شبث نے غلاموں کے بارے میں ان کی شکایت پیش کی اس نے کہا میں ان کو واپس دوں گا پھر اس نے موالی کے بارے میں ان کی شکایت پیش کرتے ہوئے کہا۔ آپ نے ہمارے موالی ہم سے چھڑا لئے حالانکہ وہ خدا کا عنایت کیا ہوا مال غنیمت تھے ہم نے صرف اس لئے ان کو آزاد کیا تھا کہ ہم کو ثواب ملے اور وہ ہمارے ممنون احسان رہیں آپ نے اس پر بس نہ کیا بلکہ ہماری غنیمت میں بھی ان کو شریک بنا دیا" مختار نے کہا اگر میں موالی کو تمہاری خدمت و اطاعت کے لئے چھوڑ دوں اور آمدنی صرف تم پر ہی صرف کروں تو کیا تم میرے ساتھ ہو کر بنو امیہ اور ابن زبیر سے لڑو گے خدا کے نام پر اس بات کا عہد کرو گے؟ نمایندہ نے کہا میں اپنے دوستوں سے مشورہ کر کے

---

۵ طبری ۱۲/۶

جواب دوں گا وہ چلا گیا اور پھر نہ لوٹا قبائلی سردار اس وعدہ کے لئے تیار نہ تھے ان کا مقصد فساد برپا کرنا تھا۔ اخبار الطوال کے مصنف نے اشرافِ کوفہ کی جو شکایات اور مختار کے جو جوابات بیان کئے ہیں وہ اس روایت سے کسی قدر مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ کافی بصیرت افروز ہیں وہ بیان کرتا ہے: مختار اٹھارہ ماہ تک مقتدر رہ کر اور حسین کے قاتلوں کا کھوج لگا کر قتل کرتا رہا۔ علاقہ سواد، جبل، اصبہان، رَے، آذربائیجان اور جزیرہ کے محاصل اس کے پاس آتے تھے اس نے فارسیوں کو بڑا مرتبہ عطا کیا ان کے اور ان کے بچوں کے لئے ماہانے اور وظیفے مقرر کئے ان کو اپنا مشیر و مقرب بنایا اور عربوں کو دور رکھا اور ان کے حقوق پورے نہیں کئے اس وجہ سے وہ ناراض ہو گئے اور ان کے قبائلی سردار ایک وفد کی صورت میں اس کے پاس آئے اور اس پر لعن طعن کیا۔ مختار کا جواب یہ تھا: "میں نے تمہاری قدر و منزلت کی تو تم مغرور و سرکش ہو گئے۔ میں نے تم کو گورنری و کلکٹری کے عہدے دئے تو تم نے خراج کم کر لیا، اس کے برخلاف یہ فارسی میرے زیادہ فرمانبردار، زیادہ وفادار اور میرے اشاروں پہ چلنے والے ہیں کوفہ کے قبائلی سرداروں نے مختار سے لڑنے کا فیصلہ کر لیا۔[1]

یزید بن انس کی سرکردگی میں بھیجی ہوئی فوج کو جب شکست ہوئی تو مختار نے ابن اشتر کو جس کی مدد سے اس نے کوفہ پر قبضہ کیا تھا، ابن زیاد کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ مختار کے لئے یہ بڑا سنگین موقع تھا ایک طرف پایہ تخت کے سارے غیر شیعی سردار اس کی حکومت الٹنے کی تیاری کر رہے تھے دوسری طرف شام کا ہولناک غنیم اس کے علاقوں کو پامال کرتا ہوا بڑھا چلا آ رہا تھا ابن اشتر کو بلا کر مختار نے یہ الہامی الفاظ کہے: "اس مہم کے لئے یا میں موزوں ہوں یا تم میرا خیال ہے تم ہی جاؤ خدا کی قسم تم فاسق عبیداللہ بن زیاد کو قتل کر دوگے اور تمہاری مدد سے اللہ اس کے لشکر کو شکست دے گا اس بات کی خبر مجھ کو ان لوگوں سے ہوئی ہے جنہوں نے آسمانی کتابیں پڑھی ہیں اور جن کو معاملات جنگ کی بصیرت ہے" مختار نے بیس ہزار سپاہی (بقول طبری سات ہزار) منتخب کئے جن میں اکثر فارسی تھے اور جو کوفہ میں آباد ہو گئے تھے اور جن کو حمراء (گورے رنگ والے) کہتے تھے۔[2]

---

[1] اخبار الطوال ص۳۰۲ [2] اخبار الطوال ص۳۰۸

جب ابن أشتر کوفہ سے روانگی کی تیاری کر رہا تھا تو قبائلی سرداروں نے مختار پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور ایک کانفرنس کی جس میں مذکورہ شکایتوں کے علاوہ اس کی اس حرکت پر اظہارِ ناراضی کیا کہ وہ ابن حنفیہ کے مامور ہونے کا مدعی ہے حالانکہ ابن الحنفیہ نے اس کو نہیں بھیجا نیز یہ کہ وہ اور اس جیسی سبائی ذہنیت والے ان کے سلف صالحین سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں[1]۔ ایک قبائلی سردار نے جو عربوں کی نفسیات سے خوب واقف تھا مختار سے بغاوت کی مخالفت میں یہ پر زور دلیلیں پیش کیں: "مجھے ڈر ہے کہ تمہارے درمیان اتحاد قائم نہ رہ سکے گا تم کسی ایک رائے پر عمل نہ کر سکو گے اور ایک دوسرے کو چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے، بخدا مختار کے ساتھ تمہارے ہی بہادر بھائی بند ہیں ان کے علاوہ اس کے ساتھ تمہارے غلام اور موالی بھی ہیں اور یہ لوگ متحد الخیال ہیں تمہارے غلام اور موالی تمہارے دشمن کے مقابلہ میں تم سے بدرجہا زیادہ نفرت کرتے ہیں اور تم سے عربوں کی بہادری اور فارسیوں کی دشمنی سے لڑیں گے؛ اگر کچھ دن تم نے اور مختار کو ڈھیل دے دی تو اہل شام یا اہل بصرہ خود آکر تمہارا مقصد پورا کر دیں گے" (یعنی مختار کو تباہ کر دیں گے) یہ صائب رائے ان کو پسند نہ آئی طے ہوا کہ ابن أشتر کے نکلتے ہی بغاوت کر دی جائے۔

ابن أشتر کے کوفہ سے نکلتے ہی حضرت حسین کے قاتلین اور بنو امیہ سے عقیدت رکھنے والے قبائلی سرداروں کی قیادت میں آبادی کے بڑے حصہ نے بغاوت کر دی مختار کی طرف سے مصالحت کی ہر کوشش ناکام ہوئی اس نے فوراً ڈاک کے گھوڑوں پر ابن أشتر کو واپس بلانے کے لئے قاصد بھیجے جنہوں نے اس کو مدائن کے قریب جا لیا ابن أشتر شب و روز دھاوے مارتا بغاوت کے تیسرے دن کوفہ پہنچ گیا شہر کے اندر دو مورچوں پر باغیوں سے جنگ ہوئی جن میں سے بڑے کا نام جبّانۃ السبیع تھا[2] باغیوں کو شکست ہوئی پانچسو کے قریب مارے گئے دو سو قید ہوئے ان کی جمعیت منتشر ہو گئی بہت سے قبائلی سردار بھاگ کر ابن زبیر کے بھائی مصعب کے پاس جو حالمین کا گورنر ہو کر آیا تھا پناہ لی بہت سے شہر میں یا شہر کے باہر چھپ گئے یہ جنگ اپنی جائے وقوع جبانۃ السبیع

---

[1] طبری ۷/۱۱۶ [2] انساب ۵/۲۳۵، طبری ۷/۱۴۴، ابن خلدون ۳/۲۸

کے نام سے مشہور ہے اور مختار کے کو ذیر قابض ہونے کے دسویں ماہ ہوئی (ذوالحجہ ۶۶ھ) اس جنگ میں بتصریح مصنف اخبار الطوال ص۳۰۰ چالیس ہزار موالی اور غلاموں نے اہل کوفہ سے مقابلہ کیا تھا

قاتلین حسین کی سرکوبی | اس جنگ سے فارغ ہوتے ہی مختار نے ابن اشتر کو شامی دشمن کی مہم پر بھیجا، (۲۱ یا ۲۲ ذوالحجہ ۶۶ھ) اور دوسری طرف باغیوں اور قاتلین حسین کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ اب اس وعدہ کے ایفاء کا وقت آگیا تھا جو اس نے کیسان کی معرفت غیر عرب سرداروں سے کیا تھا؛ اب اس ڈھیل اور حسن سلوک کے ردِ عمل کا بہترین موقعہ تھا جن کے ذریعہ اقتدار پانے کے بعد مختار نے غیر شیعی عناصر کی تالیف چاہی تھی اور جس میں اس کو ناکامی ہوئی، یہ قاتلین حسین بھی تھے اور باغی بھی لیکن ان کو سزا پہلے جرم کی دی گئی تاکہ شیعوں کے دل ٹھنڈے ہوں اور ان کے مطالباتِ انتقام جو مختار اب تک غیب دانی کے بہروپ سے ملتوی کرتا رہا تھا پورے ہوں اس طرح ایک طرف تو اس نے حکومت تباہ کرنے والے باغی عناصر کو تباہ کیا دوسری طرف اپنے آئین سیاسی کی سب سے پہلی شرط اور شیعوں کی انتقامی پیاس بجھائی۔

پانچسو باغی مشکیں باندھ کر ان ھمدانی (قبیلہ ھمدان سے متعلق) لوگوں کے گھروں سے نکالے گئے جو جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے ان میں سے صرف وہ گردن زدنی تھے جنہوں نے حضرت حسین کے قتل یا جنگ میں شرکت کی تھی اس موقع پر عربی و غیر عربی عصبیت کا خوب مظاہرہ ہوا ایک معزز عربی جو مختار کے مقربین میں تھا قتل کا نگراں مقرر کیا گیا اس کے پاس جب کوئی قیدی لایا جاتا تو اس کو چھوڑ دیتا اور غیر عرب کو قتل کرا دیتا ایک غیر عربی مقرب نے مختار سے اس امتیاز کی شکایت کی تو مختار نے سب قیدیوں کو اپنے سامنے حاضر کرایا اور حضرت حسین کی جنگ میں شریک ہونے والوں کو قتل کرانے لگا، اس طرح دو سو اڑتالیس آدمیوں کی گردن ماردی گئی ان میں بہت سے بے گناہ بھی مارے گئے اس موقع پر پرانی عداوتیں نکالی گئیں ان میں سے جس کسی سے کسی شیعہ کو کوئی شکایت تھی اس کو قتل حسین میں شرکت کرنے والوں کے زمرہ میں شامل کر کے مروا دیا جاتا۔ مذکورا

لہ انساب ۵ ۲۳/۵، طبری ۴۴ ۱۲/۶، ابن خلدون ۲۸/۳ ۳ طبری ۹ ۱۳/۲۷ انساب ۵ ۲۳۵/۵

تعداد قتل ہونے کے بعد مختار کو علم ہوا کہ پرانی عداوتیں نکالی جارہی ہیں تو اس نے بقیہ کو بغاوت نہ کرنے کا عہد لے کر معاف کر دیا۔[۱]

حضرت حسین سے لڑنے والوں میں چار قبائلی لیڈر سرغنے تھے عمر بن سعد ابی وقاص، محمد بن اشعث، قیس بن اشعث، اور شمر بن ذی جوشن، ان میں عمر بن سعد اور محمد بن اشعث ابن زیاد کی طرف سے ان فوجوں کے کمانڈر تھے جو حسین سے لڑنے بھیجی گئی تھیں[۲] مختار کے کوفہ پر قابض ہونے کے بعد یہ چاروں بھاگ گئے تھے اور جنگ سبیع کے موقع پر لوٹ کر انھوں نے باغیوں کے ساتھ مختار کا مقابلہ کیا تھا اس جنگ میں شکست کھاکر یہ چاروں دوسرے سرداروں کے ساتھ پھر بھاگے مختار نے موالی کے متعدد تیز گام دستے ان کے تعاقب میں بھیجے، شمر راستہ میں مارا گیا۔[۳] قیس بن اشعث اس شرم سے کہ بصرہ والے اس کی مصیبت سے خوش ہوں گے کوفہ لیٹ کر روپوش ہو گیا۔ مختار نے گرفتار کراکے اس کو قتل کرڈالا۔ محمد بن اشعث اپنے ایک گاؤں میں جو کوفہ کے قریب تھا چھپ گیا مختار نے ایک رسالہ اس کی گرفتاری کے لئے بھیجا مگر وہ بھاگ نکلا اور بصرہ میں پناہ لی۔[۴] سعد بن ابی وقاص کے لڑکے عمر نے مختار کے ایک مقرب کی پناہ لے لی اور اس نے مختار سے سفارش کر کے اس کو عہد امان دلوا دیا لیکن کچھ دن بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ اس کو قتل کر دیا گیا یہ واقعہ دلچسپ ہونے کے علاوہ مختار اور ابن الحنفیہ کی شخصیت پر بھی روشنی ڈالتا ہے اس لئے قابل ذکر ہے ابن حنفیہ سے ملاقات کر کے جب ایک معزز عربی کوفہ لوٹا تو مختار نے ابن الحنفیہ سے اس کی ملاقات کا حال پوچھا، اس نے کہا وہ آپ سے کبیدہ خاطر تھے انھوں نے کہا تھا بڑے تعجب کی بات ہے مختار ہمارے خاندان کا انتقام لینے کا مدعی ہے حالانکہ قاتلین حسین اس کے ہم نشین دوست ہیں اور شہر میں تجارت کرتے ہیں۔[۵] اس رپورٹ کا مختار پر گہرا اثر ہوا، اس کے سر پر خون سوار ہو گیا اور حضرت حسین کے قتل و جنگ میں شرکت کرنے والوں کا کھوج لگانے میں ہمہ تن مصروف ہو گیا سب سے پہلے اس نے عمر بن سعد بن ابی وقاص اور اس کے لڑکے کا خاتمہ کیا۔ اس نے اپنے محافظ گارڈ کے

---

۱ طبری ۱۲/۷۱ انساب ۲۲۴/۵ ۲ اخبار الطوال ص۳۰ ۳ انساب ۲۳۸/۵ ۴ انساب ۲۴۱/۵ ۵ طبری، ص۵۷، انساب ۲۳۷/۵

کمانڈر کیسان کو حکم دیا کہ چپکے سے عمر کے گھر جاکر اس کا سر کاٹ لے ایسا ہی کیا گیا اس وقت عمر کا لڑکا مختار کے حضور میں تھا، جب عمر کا سر آیا تو مختار نے اس سے پوچھا یہ سر کس کا ہے؟ وہ پہچان گیا اور بولا "اس کے بعد میرے لئے زندگی بے کیف ہے" مختار نے کہا بے شک اس کے بعد تم زندہ نہیں رہو گے۔ اس کا سر بھی اتار لیا گیا امان نامہ میں تھا اگر عمر نے کوئی حدث یعنی نامناسب حرکت نہ کی (حدث کے دوسرے معنی پیشاب پاخانے کے بھی ہیں) تو اس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ کسی نے عمر کے بعد مختار کو یہ عہد یاد دلایا کہ آپ نے اس کو اس شرط پر امان دی تھی اس سے کوئی نامناسب حرکت (بغاوت نافرمانی وغیرہ) سرزد نہ ہو اور ایسا نہیں ہوا! مختار نے بے شرمی سے جواب دیا:" کیا خوب امان نامہ کے بعد کیا وہ پاخانہ نہیں گیا۔

ان دونوں کے سر اس نے ابن الحنفیہ کے پاس بھیج دئے اور لکھا کہ میں پوری سرگرمی سے اہل بیت کے دشمنوں کو غارت کرنے میں لگا ہوا ہوں اور واقعہ بھی یہ ہے کہ جنگ کربلا میں حصہ لینے والوں میں سے جو کوئی اس کے ہاتھ لگا اس کو اس نے یا اس کے خون کے پیاسے شیعوں نے بے رحمی سے مثلہ کر کے اور تڑپا تڑپا کر ہلاک کر دیا اس تشدد کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوفہ کے دس ہزار غیر شیعی بھاگ گئے اور بصرہ جا کر پناہ لی۔[1]

انتظامی سرگرمیوں کی مزید تفصیلات جو مشہور تاریخوں میں نہیں ہیں مصنف اخبار الطوال نے ان الفاظ میں پیش کی ہیں مختار نے ابو عمرہ کیسان کو پولیس افسر مقرر کیا (دوسرے مورخ کیسان کو محافظ گارڈ کا افسر بتاتے ہیں) اور حکم دیا کہ ہزار کدال دار مزدوروں کا دستہ لے کر ان لوگوں کے گھروں کا کھوج لگائے جو حسین سے لڑنے نکلے تھے اور ان کو مسمار کرا دے۔ ابو عمرہ ایسے لوگوں سے خوب واقف تھا چنانچہ وہ کوفہ کا گشت لگاتا اور ایسے لوگوں کے گھر منٹوں میں گروا دیتا اور جو گھر والے باہر نکلتے ان کو قتل کرا دیتا اس طرح اس نے بہت سے گھر گروا دئے اور بہت سے لوگ مروا دئے وہ بھی تن دہی سے لوگوں کے کھوج اور استفسار میں لگ گیا جس کو پکڑتا قتل کر دیتا اور اس کے مال و متاع

---

[1] اخبار الطوال صفحہ ۳۱۰

نیز ماہانہ یا سالانہ تنخواہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی فارسی کے نام زد کر دیتا[1]۔ اس خونی ڈرامہ میں بعض مثالیں ایسی بھی ہیں جب مختار نے بعض چھوٹے مجرموں کو معاف کر دیا! یہ معافی جیسا کہ ہم کو توقع کرنا چاہیے ڈپلومیٹک قسم کی تھی! ایک عربی (عبدالرحمٰن خزاعی) نے جنگ کربلا میں حصہ لیا تھا اس کو قتل کے لئے مختار کے سامنے لایا گیا! اس نے کہا آپ مجھ کو اس وقت تک قتل نہیں کریں گے جب تک بنی اُمیہ پر فتح نہ حاصل کرلیں گے شام آپ کے زیر نگیں نہ آجائے گا اور آپ دمشق کو گرا کر اس کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا دیں گے اس وقت آپ مجھے پکڑیں گے اور لب دریا ایک درخت پر جو اس وقت میری آنکھوں کے سامنے ہے مجھے سولی دیں گے یہ سن کر مختار اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور بولا: "یہ شخص لڑائیوں کا عالم معلوم ہوتا ہے اس کو قید میں ڈلوا دیا گیا جب رات ہوئی تو مختار نے اس کو بلایا اور کہا: "اے خزاعی موت کے وقت ظرافت؟" اس نے کہا: "امیر آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ بلا وجہ آپ مجھے نہ ماریں" مختار نے پوچھا تم شام سے یہاں کیوں آئے"۔ اس نے کہا ایک شخص پر میرے چار ہزار درہم قرض ہیں وہ لینے آیا تھا" مختار نے اس کو چار ہزار درہم دئے اور کہا راتوں رات کوفہ سے نکل بھاگو ورنہ صبح ہوتے ہی قتل کر دوں گا[2]۔ ایک دوسرا مجرم سراقہ نامی کوفہ کے باغیوں میں سے لایا گیا آتے ہی اس نے مختار کے بہروپ کو گدگدایا، دو شعر پڑھے جن میں مختار سے بغاوت پر پشیمانی کا اظہار تھا، پھر کہنے لگا اگر صرف آپ لوگ ہم سے لڑتے (یعنی کوفہ کے باغیوں سے) تو ہم کو شکست نہ دے سکتے"۔ مختار نے پوچھا" تو پھر تم سے اور کون لڑا؟ اس نے کہا روشن چہرے والی فوج جو بھورے گھوڑوں پر سوار تھی" مختار نے سادگی سے کہا یہ تو ملائکہ تھے خیر چونکہ تو نے ان کو دیکھ لیا ہے میں ان کی خاطر تجھ کو چھوڑے دیتا ہوں"۔ وہ بھاگ کر بصرہ چلا گیا وہاں مختار کی ہجو میں شعر کہے[3]

انتقامی تحریک کا فوری اثر تو مختار کے حق میں ہوا اور وہ یہ کہ شیعہ دل وجان سے اس کے

---

[1] اخبار الطوال صفحہ ۳۰۲ مصنف اخبار الطوال نے یہ واقعہ جس جگہ لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مختار نے انتقامی کارروائی کوفہ پر قبضہ کرنے کے بعد ہی شروع کر دی تھی، اہل کوفہ کی بغاوت کے بعد نہیں جیسا کہ دوسرے مورخوں نے لکھا ہے
[2] اخبار الطوال صفحہ ۳۰۲ [3] اخبار الطوال صفحہ ۳۰۹

معتقد ہو گئے اس کو انسان سے ماوراء ہستی سمجھنے لگے کرسی ایک روحانی ادارہ بن گئی مختار کو غیب داں تسلیم کر لیا گیا۔ لیکن دوسری طرف یہ اس کی ہلاکت کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوئی۔ جن لوگوں کو قتل کیا گیا تھا ان کے اعزاء عربی قانونِ انتقام کے مطابق اپنے رشتہ داروں کا بدلہ لینے پر مجبور تھے چنانچہ اب ان کی تحریکِ انتقام شروع ہوئی جس کی بنیادیں بصرہ میں استوار کی گئیں اور جلد ہی مختار کے اقتدار کا نو تعمیر قلعہ ٹوٹ پھوٹ گیا جیسا کہ اوپر بیان ہوا کوفہ کے دس ہزار آدمی بھاگ کر بصرہ چلے گئے تھے اور وہاں اپنے قبیلہ و خاندان کے لوگوں سے مختار کے مظالم کا شکوہ کر کے ان کے جذبات کو مشتعل کر دیا تھا[1]۔ ۶۷ھ کے شروع میں یعنی جنگ کوفہ کے ڈیڑھ دو ماہ بعد ابن زبیر کی طرف سے ان کا بھائی مصعب بصرہ اور کوفہ کا گورنر ہو کر بصرہ آ کر فروکش ہوا اور کوفہ سے بھاگے ہوئے لوگوں کی داستانِ غم اس کو معلوم ہوئی کوفہ کے قبائلی سردار اس سے ملے اور اس موجِ خون کا ذکر کیا جو ان کے سر سے گذری تھی ایک قبائلی سردار شبث بن ربعی کی بدحواسی و سراسیمگی یہاں ذکر کے لائق ہے وہ ایک خچر پر سوار تھا جس کی دم اور کانوں کے سرے اس نے کاٹ دیئے تھے[1] اپنی قبا پھاڑ ڈالی تھی اور مصعب کے محل کے دروازہ پر کھڑے ہو کر "ہائے مدد، ہائے مدد" کے نعرے لگا رہا تھا[1]۔ شبث، محمد بن اشعث جو مختار کے تعاقبی رسالہ سے بھاگ نکلا تھا اور دوسرے معزز کوفیوں کا ایک وفد مصعب سے ملا اور اپنے مصائب، اپنے غلاموں اور موالی کی سرکشی اور بغاوت کے حالات سے اس کو مطلع کیا اور بلا تاخیر مختار پر حملہ کرنے کی درخواست کی مصعب کوفہ کا گورنر بھی نامزد ہوا تھا اور بہرحال اس کو مختار سے لڑنا تھا ان زخم خوردہ کوفیوں سے اس کو بڑی تقویت ہوئی لیکن مختار ایک خوفناک حریف تھا، اس کی فارسی فوج جیسا کہ کسی عرب سردار نے کوفہ کے باغیوں کو روکنے کے لئے کہا تھا عربی شجاعت اور فارسی نفرت سے لڑتی تھی اور مختار کے روحانی بہروپ اور کرسی کی کرامتوں نے ان کے حوصلے بڑھا دیئے تھے اور عربوں کے سماجی و سیاسی استبداد کے مقابلہ میں وہ ہر وقت جان کی بازی لگانے کے لئے تیار تھے۔ (باقی آئندہ)

[1] طبری ۶/۱۰۲، انساب ۵/۲۵۱